واقعہ غرانیق کا علمی تحقیقی اور ناقدانہ جائزہ

A scholarly and critical dissertation on the event of Gharaneeq

☆ ڈاکٹر عطاالرحمٰن

☆☆ ڈاکٹر رشاد احمد

Abstract:

Sinlessness is the hallmark of the Characters of Prophets (Peace be Upon them). There is not an iota of sin in the words and deeds of the prophets (Peace be Upon them). As a matter of fact absolute pretty and sinlessness are part and paral of their character yet there are some traditions in which exhibit deviation from the collective stance of the Ummah regarding prophets. There is a narration about the interpretation of sura Hajj, verse No 51. This narration contains disgusting things about Muhammad (SAW). This research article examines and analyses all the charges leveled against Muhammad (SAW) and by proofs and evidences exonerate him from the same.

قرآن کریم نبی کریم ﷺ کی زندگی کو نمونہ تقلید قرار دیتا ہے اور اس کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ خدا کی محبت آپؐ کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱) تمھارے لئے اللہ کے رسول میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (۲) اے پیغمبر ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

مذکورہ آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام گناہوں سے معصوم ہیں۔ اگر انبیاء کرام گناہوں

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ۔

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

سے معصوم نہ ہوتے تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ امت کیلئے نمونہ کبھی نہ بناتے اور ان کا اتباع علی الاطلاق لازم نہ ہوتا۔ اتباع رسول کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے محبت کی علامت بتایا ہے اور جس انسان سے گناہ کے صدور کا احتمال ہو اس کی تابعداری اور اطاعت کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ محبت کی علامت نہیں بتاتے۔

مذکورہ مضمون یعنی عصمت انبیاء قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہوتی ہے اور یہ امت اسلامیہ کا ایک اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہیں اس کے برعکس بعض روایات قرآن مجید کی ایک آیت کی تشریح کی صورت میں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔

ذیل میں ان روایات کو استقصائی مراحل سے گزارا جائے گا۔ اور جرح وتعدیل، اسماء الرجال اور اصول ومصطلحات حدیث کی روشنی میں ان روایات کی تحقیق کی جائے گی۔

حدثنا یونس بن حبیب (۳)، حدثنا ابوداؤد (٤)، حدثنا شعبة (٥) عن ابی بشر (٦) عن سعید بن جبیر (٧) قال: قرأ رسول اللّٰہ بمکة "النجم" فلما بلغ هذالموضع: أفرئیتم اللات والعزیٰ، ومناة الثالثة الاخریٰ، قال: فالقی الشیطن علی لسانه: تلك الغرانیق العلیٰ وإن شفاعتهن لترتجیٰ، قالوا: ما ذکر الهتنا بخیر قبل الیوم، فسجد و سجدوا فأنزل اللّٰه عزوجل هذه ......الایة۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی ......الایة۔ (۸)

یونس بن حبیب نے حدیث بیان کی ہے۔ انہیں ابوداؤد نے، انہیں شعبہ نے، انہیں ابی بشر نے، انہیں سعید بن جبیرؒ نے، سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی جب یہ آیتیں آپ ﷺ پڑھ رہے تھے: اَفَرَئَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی۔ وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی: تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ ڈالے: تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتهن لترتجی۔ یہ مرغان بلند پرواز ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے۔

پس مشرکین خوش ہوگئے کہ آج تو محمدؐ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں کی چنانچہ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو وہ سب بھی سجدے میں گر پڑے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْ اُمْنِیَّتِهٖ (۹)۔

مذکورہ بالا سند کے علاوہ یہ روایت درج ذیل طرق سے بھی بیان کی گئی ہے۔

۱۔ حدثنا القاسم (۱۰) قال ثنا الحسین (۱۱) قال حدثنی حجاج (۱۲) عن ابن جریح (۱۳) عن أبی

معشر [۱۴] عـن محمد بن كعب القرظى [۱۵] ومحمد بن قيس [۱۶] قـالا جلس رسول الله ﷺ فى ناد من أنديةقريش............ [۱۷]۔

۲۔ حدثنا ابن حميد [۱۸]، قال ثنا سلمه [۱۹] عن ابن اسحق [۲۰] عن يزيد بن زياد المدنى [۲۱] عن محمد بن كعب القرظى قال لما............ [۲۲]۔

۳۔ حدثنا عبدالاعلىٰ [۲۳] قال ثنا المعتمر [۲۴] قال سمعت داؤد [۲۵] عن أبى العاليه [۲۶] قال قالت قريش............ [۲۷]۔

٤۔ حـدثـنـى يونس قال اخبرنا ابن وهب [۲۸] قـال اخبـرنى يونس عن ابن شهاب [۲۹] قال حدثنى ابوبكر عبدالرحمن بن الخرث [۳۰]............ [۳۱]۔

درجہ بالا طرق پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام مراسیل [۳۲] ہیں اور ان میں کوئی سلسلہ مرفوع متصل نہیں۔ تاہم درجہ ذیل تین سلسلوں سے یہ روایت مرفوع بھی نقل کی گئی ہے۔

۱۔ حدثنا يوسف بن حماد [۳۳]، ثنا امية بن خالد [۳۴]، ثنا شعبه، عن أبى بشر، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباسؓ [۳۵] فيما أحسب الشك فى الحديث۔ ان النبیؐ قرأ بمكة...... [۳۶]۔

۲۔ اخرجہ ابن مردویہ [۳۷] من طریق الکلبی (۳۸) عن أبی صالح (۳۹) عن ابن عباسؓ...... [۴۰]۔

۳۔ رواہ ابن جریر [۴۱] وابن مردویہ من طریق العوفی [۴۲] عن ابن عباسؓ...... [۴۳]۔

پہلے سلسلے میں امیہ بن خالد القیسی راوی کے بارے میں حافظ ذہبی (٤٤) لکھتے ہیں:

وثقه ابو حاتم [۴۵] وسئل عنه أحمد [۴۶] فلم يحمده [۴۷]۔ ابوحاتم کہتے ہیں ثقہ ہے امام احمد حنبلؒ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ان کو اچھے الفاظ میں یاد نہیں کیا۔

عقیلی [۴۸] نے ان کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر [۴۹] کہتے ہیں: ومـا ابـدى العقيلى فيه غير حديث واحد وصله، وارسله غيره [۵۰]۔

عقیلی نے اس ایک بات (خامی) کے علاوہ ان کی کوئی اور باتوں (خامیوں) کا ذکر نہیں کیا ہے۔ یہ کہ وہ کبھی کسی روایت کو متصل اور کبھی غیر متصل یعنی مرسل نقل کرتے ہیں اور اس روایت میں بھی یہی معاملہ ہے جو دراصل مرسل ہے۔ لیکن انہوں نے اس کو متصل کیا ہے کیونکہ ان کے استاد سعید بن جبیر سے یہ روایت باقی جتنے رواۃ نے نقل کی ہے سب نے مرسل نقل کیا ہے مثلاً:

۱۔ حدثنا ابن بشار (۵۱) قال حدثنا محمد بن جعفر (۵۲) قال ثنا شعبه عن ابی بشر عن سعید بن جبیر قال لما نزلت........... (۵۳)۔

۲۔ حدثنا ابن المثنی (۵۴) قال ثنی عبدالصمد (۵۵) قال ثنا شعبه قال ثنا ابو بشر عن سعید بن جبیر قال لما نزلت...... (۵۶)۔

سند میں ضعف کے علاوہ اس روایت میں "فیما أحسب أن النبی ﷺ قرأ بمكة" (۵۷) کے الفاظ مکہ میں اس واقعہ کے واقع ہونے کو مشکوک بنا دیتے ہیں کہ کیا آپ ﷺ مکہ میں تھے یا کہیں اور۔

دوسرے سلسلے میں کلبی اور تیسرے سلسلے میں عوفی غیر معتبر رواۃ ہیں۔

حافظ ذہبی کلبی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کا نام محمد بن السائب ہے۔ ابوالنضر ان کی کنیت ہے بنوکعب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، کوفہ کے باشندے ہیں۔ ماہر انساب مفسر اور مورخ ہیں، امام شعبی (۵۸) وغیرہ سے روایات نقل کرتے ہیں۔ اس سے ان کے بیٹے ہشام (۵۹) اور ابو معاویہ (۶۰) وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ان کی روایت جامع ترمذی میں پائی جاتی ہے۔

سفیان ثوری (۶۱) فرماتے ہیں کہ کلبی خود کہا کرتے تھے کہ مجھ سے ابو صالح (میرے استاد) نے ایک بار بطور نصیحت یہ بات فرمائی تھی کہ اے کلبی تو نے ابن عباس کی جتنی روایات مجھ سے سنی ہیں، انہیں کسی سے بیان نہ کرنا (پھر بھی انہوں نے سب کچھ بیان کر دیا حالانکہ استاد نے تقیہ کا حکم دیا تھا اور پھر نہ معلوم انہوں نے تقیہ کیوں اختیار نہیں کیا)۔ ابو معاویہ کہتے ہیں: کہ میں نے کلبی کو یہ کہتے سنا ہے کہ جتنی جلد میں نے قرآن حفظ کیا ہے، اتنی جلد کسی نے قرآن حفظ نہیں کیا میں نے صرف چھ یا سات دن میں قرآن حفظ کر لیا تھا اور جس طرح مجھے بھول واقع ہوئی ہے ایسی بھول کسی کو واقع نہیں ہوئی ہوگی، وہ اس طرح کہ میں نے اپنی داڑھی مٹھی میں لی تا کہ داڑھی نیچے کاٹ کر برابر کروں اور اوپر سے کاٹ دی۔

امام یزید بن ہارون (۶۲) کا بیان ہے کہ مجھ سے خود کلبی نے بیان کیا کہ میں نے جس شئی کو ایک بار یاد کر لیا کبھی بھولا نہیں لیکن میں نے ایک بار حجام کو بلوایا اور پنی داڑھی مٹھی میں لی اور بجائے نیچے سے کٹوانے کے اوپر سے کٹوا لی (یعنی ایک بار خود کاٹی اور ایک بار حجام سے کٹوائی)۔ یعلی بن عبید (۶۳) کہتے ہیں کہ امام سفیان ثوری نے لوگوں سے فرمایا اے لوگوں! إتقوا الكلبی، فقيل: فانك تروی عنه، قال: انا أعرف صدقه من كذبه۔ اس کلبی کی روایتوں سے بچو کسی نے ان سے عرض کیا کہ آپ بھی تو اس کی روایت نقل کرتے ہیں تو انہوں

نے فرمایا کہ میں اس کے سچ اور جھوٹ کو پہچانتا ہوں، یعنی یہ جانتا ہوں کہ اس کی کون سی روایت درست ہے اور کون سی غلط۔

امام بخاریؒ (۶۴) فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان (۶۵) اور عبدالرحمٰن بن مہدی (۶۶) نے اس کی روایت ترک کی ہے۔ پھر امام بخاری نے امام سفیان ثوری کا یہ قول سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ مجھ سے خود کلبی نے یہ بات کہی تھی کہ كل ما حدثتك عن أبي صالح فهو كذب۔ میں تجھ سے ابو صالح کے واسطے سے جو بھی حدیث بیان کروں تو سمجھ لے کہ وہ خالص جھوٹ ہے۔ یعلی کا بیان ہے: کہ میں اس کلبی سے قرآن پڑھنے جایا کرتا تھا، ایک دن بولا: مرضت مرضة فنسيت ما كنت أحفظ، فأتيت آل محمدؐ فتفلوا في فی فحفظت ما كنت نسيت۔ میں ایک دفعہ شدید بیمار ہوا اور اس بیماری کے باعث سب کچھ بھول گیا۔ میں آل محمد کی خدمت میں گیا انہوں نے میرے منہ میں تھوکا تو مجھے سب کچھ بھولا ہوا یاد آ گیا۔ یزید بن زریع (۶۷) فرماتے ہیں: كان سبائيا یہ کلبی سبائی تھا، امام اعمش (۶۸) کوفی کا قول ہے: اتق هذه السبائية۔ اے لوگو ان سبائیوں سے بچو کیونکہ جن علماء کو میں نے دیکھا ہے۔ وہ ان سبائیوں کو کذاب کہا کرتے تھے۔

امام سفیان بن عینیہ (۶۹) نے کلبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک بار مجھ سے ابو صالح نے کہا: ليس بمكة احد إلا أنا علمته وعلمت أباه ۔ کہ مکہ میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس سے میں واقف نہیں ہوں بلکہ میں تو ہر ایک کے باپ سے بھی واقف ہوں۔۔۔۔۔۔۔ ابن حبان (۷۰) کہتے ہیں کہ: كان الكلبي سبائيا من أولئك الذين يقولون إن عليا (۷۱) لم يمت وإنه راجع إلى الدنيا ويملوها عدلا كما ملئت جوراً وإن رأو سحابة قالوا أميرا مؤمنين فيها۔ یہ کلبی سبائیوں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو اس امر کے مدعی تھے کہ حضرت علیؓ کی موت واقع نہیں ہوئی، وہ دنیا میں دوبارہ تشریف لائینگے اور دنیا کو عدل سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔ یہ لوگ جب بھی بادل کا کوئی ٹکڑا دیکھتے تو کہتے کہ امیر المؤمنین اس میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہمام (۷۲) کا بیان ہے کہ: کلبی تو برملا کہا کرتے تھے کہ: أنا سبائي۔ میں سبائی ہوں۔ ابو عوانہ (۷۳) کہتے ہیں: کہ میں نے خود کلبی کو یہ کہتے سنا ہے کہ: كان جبريل يملي الوحي على النبي ﷺ فلما دخل النبيؐ الخلاء جعل يملي على عليّ۔ یعنی جبریل نبی کریم ﷺ پر وحی لے کر آتے لیکن جب حضور ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو وہ حضرت علیؓ پر وحی شروع کر دیتے۔ احمد بن زہیر (۷۴) کا قول ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا کہ کلبی کی تفسیر کا مطالعہ کرنا کیا حلال ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ

نہیں۔ یحیٰی بن معین (۷۵) کا قول ہے کہ کلبی ثقہ نہیں ہے۔ دارِقطنی (۷۶) اور محدثین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ متروک ہے۔ جوز جانی (۷۷) کہتے ہیں کذاب ہے۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ اس کا مذہب بھی ظاہر ہے اور اس کا جھوٹ بھی اتنا اظہر من الشمس ہے کہ تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ ابو صالح کے واسطے سے ابن عباسؓ سے تفسیر نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ: ابو صالح لم یر ابن عباس ولا سمع الکلبی من أبی صالح الا الحرف بعدالحرف فلما احتیج الیه أخرجت له الارض أفلا ذ کبدھا۔ لا یحل ذکرہ فی الکتب فکیف الاحتجاج به۔ ابوصالح نے ابن عباسؓ کو دیکھا تک نہیں تھا اور انہوں نے ابو صالح سے صرف ایک یا دو باتیں سنی تھیں۔ اب جب بھی اسے جھوٹ بولنا ہوتا ہے تو اس ابو صالح کو یہ زمین کی گہرائیوں اور تاریکیوں سے باہر نکال لاتے ہیں، اس کا اور اسکی روایت کا کسی کتاب میں ذکر کرنا بھی حلال نہیں، کجا کہ اس کی روایت کو بطور دلیل پیش کیا جائے (۷۸)۔ اس کا ایک شاگرد عطیہ بن سعد العوفی ہے، وہ اس کی روایت کی اشاعت کا ذریعہ تھا۔ اس کلبی کی کنیت جس طرح ابو النصر ہے اسی طرح ایک کنیت ابوسعید بھی ہے۔ عطیہ جب بھی اس کی روایت بیان کرتے تھے تو کہتے کہ ابوسعید نے یہ روایت بیان کی ہے جس سے لوگ یہ دھوکہ کھاتے کہ ابوسعید سے مراد ابو سعید خدریؓ (۷۹) صحابی ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: أن عطیه کان یأتی الکلبی فیأ خذ عنه التفسیر، وکان یکنی بأبی سعید فیقول: قال ابو سعید۔ یعنی یوھم انه الخدری کہ عطیہ کلبی کے پاس جایا کرتے تھے اور اس سے تفسیر پڑھا کرتے تھے اور اس کلبی کی کنیت ابوسعید تھی۔ عطیہ دھوکہ دینے کے لئے اس کنیت کو استعمال کرتے تھے تا کہ لوگ اس دھوکہ میں مبتلا ہو جائیں کہ ابوسعیدؓ خدری مراد ہیں (۸۰)۔

ابن حیان غرناطی (۸۱) لکھتے ہیں: سئل عنھا الإمام محمد بن اسحق جامع السیرة النبویة، فقال ھذا من وضع الزنادقة، وصنف فی ذالك كتابا۔ وقال الامام الحافظ ابوبکر أحمد بن الحسین البیھقی (۸۲): ھذه القصة غیر ثابتة من جھة النقل، وقال ما معناه: إن رواتھا مطعون علیھم، ولیس فی الصحاح ولا فی التصانیف الحدیثیة شئی مما ذکروہ، فوجب إطراحه ولذالك نزھت کتابی عن ذکرہ فیه۔ والعجب من نقل ھذا وھم یتلون فی کتاب اللّٰہ تعالی(والنجم اذا ھوٰی ما ضل صاحبکم وما غوٰی۔ وما ینطق عن الھوٰی۔ ان ھو إلا وحی یوحی)۔ وقال اللّٰہ تعالیٰ أمرا لنبیه(قل ما یکون لی أن ابد له من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحیٰ الی) وقال اللّٰہ تعالی(ولو تقول علینا بعض الاقاویل) (۸۳)۔

اس روایت کے متعلق سیرت نبوی کے سوانح نگار امام محمد بن اسحقؒ سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ روایت زندیقوں کی گھڑی ہوئی ہے اور اس کے رد میں انہوں نے پوری ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ امام حافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی کہتے ہیں یہ قصہ صحیح نقل سے ثابت ہی نہیں ہے یعنی جن راویوں نے اسے نقل کیا ہے، سب مطعون ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر حدیث کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں۔ اس لئے اس کو ردی چیز کی طرح پھینک دینا ضروری ہے۔ (ابن حیان فرماتے ہیں) اسی لئے میں نے اپنی تفسیر کو اس کے بیان سے آلودہ نہیں کیا۔ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے کہ انہوں نے اپنی تالیفات میں اس واقعہ کو لکھنے کی کیسے جسارت کی حالانکہ قرآن مجید کی ان آیات کو وہ تلاوت کرتے ہیں۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰی............... الایة[۸۴]۔

قسم ہے اس ستارے کی جب وہ نیچے اترا کہ تمہارا ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا: قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَايُوْحىٰ اِلَی[۸۵]۔

فرما دیجئے مجھے اختیار نہیں کہ رد و بدل کر دوں اس میں اپنی مرضی سے۔ میں نہیں پیروی کرتا (کسی چیز کی) بجز اس کے کہ جو وحی کی جاتی ہے میری طرف۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ............... الایة[۸۶]۔

اگر وہ خود گھڑ کر بعض باتیں ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم کاٹ دیتے اس کی رگِ دل۔ کیا اس ارشاد کے بعد اس چیز کا گمان بھی کیا جا سکتا ہے۔

ابن حیان غرناطی نے ان کے علاوہ کئی اور آیات بھی رسول اللہ ﷺ کی عصمت پر پیش کی ہیں۔ پھر لکھتے ہیں: وهذه نصوص تشهد بعصمته، وأما من جهة المعقول فلا يمكن ذالك لأن تجويزه يطرق إلى تجويزه فى جميع الاحكام و الشريعة[۸۷]۔

یہ قرآنی نصوص قطعیہ ہیں جو نبی کریم ﷺ کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں۔ عقلی طور پر بھی یہ روایت من گھڑت ہے کیونکہ اگر ایسا ہونا ممکن ہوتا تو تمام احکام، آیات اور سارا دین مشکوک ہو جاتا۔

قاضی عیاضؒ[۸۸] لکھتے ہیں: فيكفيك ان هذا الحديث أنه لم يخرجه أحد من أهل الصحة ولا رواه ثقة بسند سليم متصل وانما أولع به و بمثله المفسرون و المؤرخون المولعون

بکل غریب المتلقفون من الصحف کل صحیح و سقیم (۸۹)۔

اس داستان کے غیر معتبر ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ کسی بھی محقق عالم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے اور نہ کسی ثقہ راوی نے متصل صحیح مسند سے اس کی روایت کی ہے بلکہ یہ اور اس طرح دیگر پُر غرابت داستانیں وہ مورخین اور مفسرین بیان کرتے ہیں جو ہر صحیح و غلط قصہ کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی (۹۰) لکھتے ہیں: و ذکر الشیخ ابو منصور الماتریدی (۹۱) فی کتاب حصص الاتقیاء الصواب أن قوله: تلك الغرنیق العلیٰ۔ من جملة ایحاء الشیطن إلیٰ اولیآئه من الزنادقة حتی یلقوا بین الضعفاء و ارقاء الدین لیرتابوا فی صحة الدین و حضرة الرسالة برئیة من مثل هذه الروایة (۹۲)۔

شیخ ابو منصور الماتریدیؒ نے اپنی کتاب حصص الاتقیاء میں لکھا ہے کہ یہ قول (تلك الغرانیق العلیٰ) ان باتوں میں سے ایک بات ہے جو شیطان نے اپنے زندیق پیروکاروں کے دلوں میں ڈالی ہے اور انہوں نے دین میں رخنہ ڈالنے والے ضعفاء کو یہی قصہ بیان کیا تاکہ دین کی صحت کو مشکوک بنائے۔ جناب رسالت مآب ﷺ اس قسم کی بیہودہ داستانوں سے مبرا اور منزہ ہیں۔

امام قرطبیؒ (۹۳) لکھتے ہیں: ان الامة اجمعت فی ما طریقه البلاغ إنه معصوم فیه من الاخبار عن شیء بخلاف ماهو علیه لا قصداً ولا عمداً ولا سهواً ولا غلطاً (۹۴)۔

یعنی امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تبلیغ کلام الٰہی میں رسول اللہ ﷺ سے ہرگز غلطی نہیں ہوسکتی نہ قصداً نہ عمداً نہ سہواً اور نہ خطاءً۔ اس میں نبی ہر طرح معصوم ہیں۔

اہل واقعہ جو صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں ہے وہ صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجمع عام میں یہ سورۃ پڑھی اور اس میں آیت سجدہ آنے کی وجہ سے آخر میں سجدہ کیا تو تمام حاضرین جن میں کفار بھی تھے سب سجدہ میں گر پڑے اور ایسا ہونا عین ممکن ہے۔ کیونکہ کلام الٰہی ہو اور زبان نبی کریم ﷺ اس کی تلاوت کر رہی ہو تو کیوں نہ کفار بے ساختہ سجدے میں گر پڑیں۔ بس اتنی بات تھی جس کو زنادقہ کی وضع و تحریف نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

اگر ہم ایک لمحہ کے لئے علماء محققین کی مذکورہ بالا تشریحات سے صرف نظر بھی کر لیں اور صرف اس سورہ مبارک پر غور کریں تو حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔

اس سورۃ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ

یُوْحٰی (۹۵) یعنی یہ نبی مکرم اپنی خواہش سے تو بولتا بھی نہیں۔ اس کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ وحی الٰہی ہوتی ہے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے جو ان دو آیتوں میں مذکور ہے۔ دوسری طرف یہ روایت ہے کہ معاذ اللہ آپ ﷺ نے ان کے بتوں کی شان میں یہ جملے کہے۔ تلك الغرانيق العلیٰ۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے یا یہ روایت جو زندیقوں کی وضع کردہ ہے۔ انسان ذرا تامل سے کام لے تو اس روایت کے باطل اور موضوع ہونے کے بارے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ نیز ان آیات پر نظر ڈالئے جو ان جملوں (تلك الغرانيق العلیٰ) کے بعد اس روایت کے مطابق تلاوت کی گئیں۔ کیا ان کے بتوں کی یہ مذمت جو ان آیات میں کی گئی ہے کفار قریش کے لئے قابل قبول تھی۔ بفرضِ محال اگر آپ ﷺ نے تلك الغرانيق والے جملے کہے ہوتے اور ان کے فوراً بعد یہ آیتیں پڑھی ہوتیں۔

اِنْ هِیَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ (۹۶)۔ نہیں ہیں یہ مگر محض نام۔ جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادنے نہیں نازل کی اللہ نے ان کے بارے میں کوئی سند نہیں پیروی کررہے یہ لوگ مگر گمان کی اور جسے ان کے نفس چاہتے ہیں۔

کیا ان آیات میں اور ان جملوں میں کوئی باہمی مناسبت ہے؟ کیا ایسا بے جوڑ کلام اُفصح العرب ﷺ کی زبان سے ادا ہوسکتا ہے۔ اور اگر ان دو جملوں کو سن کر کفار کو خوشی ہوئی تھی تو اس کے فوراً بعد یہ آیتیں سن کر آپ ﷺ کے بارے میں ان کی خوش فہمیاں ہمیشہ کے لئے کافور نہیں ہوگئی ہوں گی۔ ایک ادنیٰ عقل وفہم کا مالک انسان بھی اس روایت کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوسکتا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورۃ الاحزاب:۲۱

۲۔ سورۃ الاعمران:۳۱

۳۔ آپ ابو بشر یونس بن حبیب الاصبہانی ہیں۔ محدث ہیں۔ شیوخ میں امام ابوداود جبکہ شاگردوں میں عبداللہ بن جعفر شامل ہیں۔ تصانیف میں المسند شامل ہے۔ سیر اعلام النبلاء، ج۲۴، ص۱۰۱، رقم ۲۲۷۔ الاعلام، ج۱۸، ص۱۹۵، رقم ۲۶۱۔

۴۔ آپ ابوداود سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو السجستانی ہیں۔ شیوخ میں یحییٰ المدینی جبکہ شاگردوں میں

ابوعوانہ اور امام الترمذی شامل ہیں۔ تصانیف میں السنن اور مراسیل شامل ہیں۔ سیر اعلام النبلاء، ۲۵، ص ۲۰۲، رقم ۱۱۷۔

۵۔ شعبہ بن حجاج بن الورد البصری ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ کہا ہے۔ شیوخ میں ابان بن تغلب، ابراہیم بن میمون جبکہ شاگردوں میں آدم بن ابی ایاس اور ایوب السختیانی شامل ہیں۔ تاریخ کبیر، ج ۴، ص ۹۰، رقم ۲۶۷۸۔ تھذیب التھذیب، ج ۳، ص ۲۳۳، رقم ۵۹۰۔

۶۔ آپ ابوبشر جعفر بن ابی ایاس الیشکری ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ اور الذہبی نے صدوق کہا ہے۔ شیوخ میں سعید بن جبیر اور شھر بن حوشب جبکہ شاگردوں میں ایوب السختیانی اور ابوعوانہ شامل ہیں۔ تاریخ کبیر، ج ۲، ص ۱۷، رقم ۲۱۴۱۔ تھذیب التھذیب، ج ۱، ص ۵۶، رقم ۱۲۹۔

۷۔ آپ ابوعبداللہ سعید بن جبیر بن ہشام ہیں۔ تابعی اور ثقہ راوی ہیں۔ ابن عباس اور عبداللہ بن عمر سے علم حاصل کیا۔ ۹۵ھ/۷۱۳ء کو شہید ہوئے۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۳۲۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۷۶۔

۸۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱۰، ص ۸۴

۹۔ سورۃ الحج: ۵۲

۱۰۔ آپ ابومحمد القاسم بن عیسیٰ بن ابراہیم الطائی الواسطی ہیں۔ ابوداود نے اپنے مراسیل میں آپ سے روایات نقل کیں۔ شیوخ میں حجاج بن محمد، ہارون بن مسلم اور خالد بن عبداللہ جبکہ شاگردوں میں عمر بن الولید، ابراہیم بن احمد اور محمود بن محمد شامل ہیں۔ تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۲۳۲، رقم ۵۹۰۔

۱۱۔ الحسین بن بشر بن عبدالحمید الحمصی ہیں۔ امام نسائی نے آپ کے روایات نقل کیں۔ ابن حجر نے لا بأس بہ کہا ہے۔ شیوخ میں حجاج بن محمد اور محمد بن حمید جبکہ شاگردوں میں امام نسائی شامل ہیں۔
تھذیب التھذیب، ج ۱، ص ۲۲۱، رقم ۵۸۲۔

۱۲۔ آپ ابومحمد حجاج بن محمد الاعور ہیں۔ تبع تابعی ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ ثبت کہا ہے تاہم آخری عمر میں روایات کو مختلط کرتے۔ شیوخ میں لیث بن سعد اور اسرائیل بن یونس جبکہ شاگردوں میں ابراہیم بن حسن اور حاجب بن سلیمان شامل ہیں۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۷، ص ۱۷۳، رقم ۱۶۹۔

۱۳۔ آپ ابوالولید عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الاموی ہیں۔ تابعی اور ضعیف راوی ہیں۔ ابان بن صالح اور ابرہیم بن ابی بکر سے علم حاصل کیا۔ شاگردوں میں اخضر بن عجلان اور اسماعیل بن علیہ مشہور

ہیں۔ ۱۵۰ھ/۷۶۷ء کو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج ۴، ص ۱۶۰۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۶۰۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۲، ص ۱۲۲۔

۱۴۔ آپ ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن المدنی ہیں۔ الذہبی کہتے ہیں کہ صدوق ہیں مگر اسناد میں غلطی کرتے ہیں۔ شیوخ میں سعید بن المسیب اور محمد بن قیس جبکہ شاگردوں میں اسحٰق بن بشر اور لیث بن سعد شامل ہیں۔ ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔ لسان المیزان، ج ۷، ص ۲۰۷، رقم ۵۰۱۵۔

۱۵۔ آپ ابوحمزہ محمد بن کعب القرظی ہیں۔ تابعی اور ثقہ راوی ہیں۔ شیوخ میں زید بن ارقم جبکہ شاگردوں میں ابان بن صالح اور ابراہیم بن عبید مشہور ہیں۔ ۱۲۰ھ/۷۳۷ء کو وفات ہوئے۔ تھذیب التھذیب، ج ۹، ص ۴۲۰۔ الاستیعاب، ج ۱، ص ۵۔ العبر، ج ۱، ص ۲۴۔

۱۶۔ آپ ابوایوب یا ابوعثمان محمد بن قیس المدنی ہیں۔ ابن حجر اور الذہبی نے ثقہ کہا ہے۔ شیوخ میں جابر بن عبداللہ اور محمد بن کعب جبکہ شاگردوں میں عمرو بن دینار اور حرب بن قیس شامل ہیں۔ تھذیب التھذیب، ۲۰، ص ۲۱، رقم ۶۷۹۔

۱۷۔ تفسیر الطبری، ج ۱۶، ص ۶۰۳۔

۱۸۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن حمید بن حیان الرازی ہیں۔ ابن حجر نے حافظ ضعیف کہا ہے۔ شیوخ میں عبداللہ بن مبارک اور حکم بن بشیر جبکہ شاگردوں میں ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ شامل ہیں۔ ۲۴۸ھ میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲، ص ۱۰۷، رقم ۱۳۷۔

۱۹۔ آپ ابوعبداللہ سلمہ بن الفضل الرازی ہیں۔ تبع تابعی ہیں۔ ابن حجر نے صدوق اور کثیر الخطاء کہا ہے۔ شیوخ نے ابراہیم بن طہمان اور سفیان ثوری جبکہ یحیٰی بن معین اور یوسف بن موسیٰ شامل ہیں۔ تھذیب التھذیب، ۳، ص ۱۰۱، رقم ۲۶۵۔

۲۰۔ آپ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی ہیں۔ ابتدائی سیرت نگاروں میں سے ہیں۔ حافظ حدیث ہیں۔ شیوخ میں سعید بن ابی ہند، اعرج اور نافع جبکہ شاگردوں میں ابراہیم بن سعد، زیاد البکائی اور یزید بن ہارون مشہور ہیں۔ ۱۵۱ھ/۷۶۸ء کو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج ۶، ص ۲۸۔ میزان الاعتدال، ج ۳، س ۴۶۸، رقم ۷۱۹۷۔

۲۱۔ آپ یزید بن زیاد ہیں۔ تابعی اور متروک راوی ہیں۔ شیوخ میں سلیمان بن حبیب اور محمد بن مسلم الزہری

جبکہ شاگردوں میں وکیع بن الجراح اور مروان بن معاویہ مشہور ہیں۔تقریب التھذیب، ج۲، ص۳۲۴، رقم ۴۴۷۷۔تھذیب التھذیب، ج۱۱، ۳۲۹۔

۲۲۔ تفسیر الطبری، ج۱۶، ص۶۰۴۔

۲۳۔ آپ ابو یحییٰ عبدالاعلیٰ بن حماد بن نصر الباہلی ہیں۔امام الذہبی نے المحدث الثبت اور ابن حجر نے لا باس بہ کہا ہے۔شیوخ میں حماد بن زید، زکریا بن یحییٰ جبکہ شاگردوں میں امام بخاری، مسلم اور ابوداود شامل ہیں۔ سیر اعلام النبلاء، ج۲۱، ص۳۰، رقم ۱۲۔

۲۴۔ آپ ابو محمد معتمر بن سلیمان البصری ہیں۔تبع تابعی اور ثقہ راوی ہیں۔شیوخ میں الاخزر بن عجلان اور ابرہیم بن یزید جبکہ شاگردوں میں احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ مشہور ہیں۔۱۸۷ھ/۸۰۲ء کو وفات ہوئے۔الاعلام، ۲۶۵/۷۔تذکرۃ الحفاظ، ۲۴۵/۱۔

۲۵۔ آپ ابوسلیمان داؤد بن عبدالرحمٰن المکی ہیں۔الذھبی نے ثقہ کہا ہے۔شیوخ میں ابراہیم بن میمون اور عبداللہ بن عثمان جبکہ شاگردوں میں احمد بن محمد اور سعید بن منصور شامل ہیں۔ سیر اعلام النبلاء، ج۲۱، ص۳۰، رقم ۱۲۔تھذیب التھذیب، ج۲، ص۱۲۵، رقم ۳۶۶

۲۶۔ آپ ابوالعالیہ رفیع بن مہران الریاحی ہیں۔تابعی ہیں۔شیوخ میں انس اور حذیفہ جبکہ شاگردوں میں بکر بن عبداللہ اور ثابت البنانی مشہور ہیں۔۹۰ھ/۷۰۸ء کو وفات ہوئے۔تھذیب التھذیب، ج۳، ص۵۳۹۔ صفۃ الصفوۃ، ج۳، ص۲۱۲۔

۲۷۔ تفسیر الطبری، ج۱۶، ص۶۰۶

۲۸۔ عبداللہ بن وھب بن مسلم القرشی المدنی فقیہ ہیں۔ابن حجر نے ثقہ کہا ہے۔شیوخ میں اسامہ بن زید اور جریر بن حازم جبکہ شاگردوں میں حجاج بن ابراہیم شامل ہیں۔۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ تاریخ کبیر، ج۵، ص۸۳، رقم ۱۷۰۔تھذیب التھذیب، ج۵، ص۷۴، رقم ۱۴۱۔

۲۹۔ آپ محمد بن مسلم بن شھاب الزہری ہیں۔تابعی ہیں۔شیوخ میں ابان بن عثمان جبکہ شاگردوں میں ابراہیم بن سعد وغیرہ شامل ہیں۔۱۲۵ھ/۷۴۲ء کو وفات ہوئے۔الاعلام، ج۷، ص۹۷۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۰۲۔تھذیب التھذیب، ج۹، ص۴۴۵۔

۳۰۔ آپ ابوبکر عبدالرحمٰن بن حارث القرشی المدنی مدینہ کے مشہور فقہاء میں سے ہیں۔شیوخ میں عمار بن یاسر،

عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہؓ جبکہ شاگردوں میں امام زہری شامل ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۹۴ھ میں وفات پائی۔
تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۶۳۔

۳۱۔ تفسیر الطبری، ج۱۶، ص۶۰۸

۳۲۔ مرسل ارسال سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی اطلاق کے ہیں یعنی چھوڑ دینا۔ محدثین کی اصطلاح میں مرسل وہ روایت ہے جس کی سند میں صحابی کا واسطہ موجود نہ ہو اور صحابی کے سقوط کی صورت میں تابعی براہ راست روایت کرے۔ النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج۲، ص۵۴۶

۳۳۔ آپ یوسف بن حماد البصری ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ کہا ہے۔ امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے آپ سے روایات نقل کیں ہیں۔ شیوخ میں حماد بن زید جبکہ شاگردوں میں امام مسلم اور نسائی شامل ہیں۔ ۲۴۵ھ میں وفات پائی۔ تہذیب التھذیب، ج۱۰، ص۲۸۹، رقم ۳۰۲۔

۳۴۔ آپ ابو عبداللہ امیہ بن خالد بن الاسود البصری ہیں۔ ابن حجر نے صدوق کہا ہے۔ شیوخ میں حماد بن سلمہ اور سفیان ثوری جبکہ شاگردوں میں علی بن المدینی شامل ہیں۔ تاریخ کبیر، ج۲، ص۴، رقم ۱۵۲۴۔

۳۵۔ آپ عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی بڑے مفسر ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سعید بن جبیر اور عامر بن شراحیل مشہور ہیں۔ ۸۸ھ کو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج۴، ص۹۵۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱۰، ص۴۰۔

۳۶۔ کشف الاستار عن زوائد البزار، ج۳، ص۲۷، رقم ۲۲۶۳۔
البحر الزخار، ج۱۱، ص۲۹۶، الرقم ۵۰۹۶۔

۳۷۔ آپ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی ہیں۔ مفسر، حافظ اور مؤرخ ہیں۔ شیوخ میں میمون بن اسحاق اور ابو اسحاق بن حمزہ جبکہ شاگردوں میں محمد بن ابراہیم مشہور ہیں۔ تصنیفات میں المسند، امالی اور مستخرج مشہور ہیں۔ ۴۱۰ھ/۱۰۱۹ء کو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج۱، ص۲۶۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۱۷، ص۳۰۸۔

۳۸۔ آپ ابو النضر محمد بن السائب بن بشر الکلبی ہیں۔ تفسیر اور تاریخ کے عالم تھے۔ رفض میں غلو رکھتے اور متہم بالکذب تھے۔ الجرح والتعدیل، ج۷، ص۲۷۰۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۵۵۶۔

۳۹۔ آپ ذکوان ابو صالح السمان الزیات المدنی ہیں۔ ابن سعد اور ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابو حاتم اور ابو زرعہ نے ثقہ صالح اور مستقیم الحدیث کہا ہے۔ تہذیب التہذیب، ج۲، ص۲۱۹۔

۴۰۔ فتح الباری، ج۸،ص۳۰۲۔

۴۱۔ آپ ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبر ی ہیں۔ بڑے عالم تھے۔تصانیف میں تفسیر اور تاریخ طبری مشہور ہیں۔۳۱۰ھ/۹۲۲ءکو وفات ہوئے۔الاعلام، ج۶،ص۶۹۔تذکرۃ الحفاظ، ج۲،ص۳۵۱۔ البدایۃ والنھایۃ، ج۱۱،ص۱۴۵۔

۴۲۔ آپ ابوالحسن عطیہ بن سعد العوفی ہیں۔تابعی اور ضعیف شیعہ راوی ہیں۔شیوخ میں زید بن ارقم اور ابن عباس جبکہ شاگردوں میں سلیمان الاعمش اور صالح بن مسلم مشہور ہیں۔۱۱۱ھ/۷۲۹ءکو وفات ہوئے۔ تھذیب التھذیب، ج۷،ص۲۲۴۔تاریخ کبیر، ۷/۸۔

۴۳۔ تفسیر الدر المنثور، ج۱۰،ص۵۲۶

۴۴۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان قائماز الذہبی ہیں۔ بڑے عالم، حافظ اور محدث ہیں۔شیوخ میں محمد بن بشار، دارمی اور حجاج بن الشاعر جبکہ شاگردوں میں ابوبکر الاسماعیلی، محمد بن عبداللہ اور محمد بن جعفر شامل ہیں۔۷۴۸ھ میں وفات پائی۔سیر اعلام النبلاء، ج۲۸،ص۲۵،رقم۲۵۱۔

۴۵۔ آپ ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم بن مہران التمیمی ہیں۔ بڑے عالم، محدث، مفسر اور متکلم ہیں۔تصنیفات میں تفسیر القرآن، الجرح والتعدیل، المسند اور الرد علی الجھمیہ مشہور ہیں۔۳۲۷ھ/۹۳۸ءکو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج۳،ص۳۲۴۔معجم المؤلفین، ج۵،ص۱۷۰۔

۴۶۔ آپ ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ہیں۔شیوخ میں سفیان بن عیینہ اور ابوداؤد الطیالسی جبکہ شاگردوں میں امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام مسلم اور ابوداؤد مشہور ہیں۔ بڑے مجتہد تھے۔فقہ میں آپ کا مستقل مسلک ہے۔مسند احمد کے نام سے احادیث کا ایک بڑا مجموعہ مرتب کیا۔۲۴۱ھ/۸۵۵ءکو وفات ہوئے۔تھذیب التھذیب، ج۱،ص۷۲۔

۴۷۔ میزان الاعتدال، ج۱،ص۲۷۵۔

۴۸۔ آپ ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی ہیں۔محدث اور ثقہ راوی ہیں۔ابواسماعیل الترمذی، یزید بن محمد العقیلی اور علی بن عبدالعزیز سے علم حاصل کیا۔شاگردوں میں محمد بن نافع الخزاعی، ابوبکر بن المقر ی اور یوسف بن احمد مشہور ہیں۔تصنیفات میں الضعفاء مشہور ہے۔۳۲۲ھ/۹۳۳ءکو وفات ہوئے۔سیر اعلام النبلاء، ج۱۵، ص۲۳۶۔الاعلام، ج۶، ص۳۱۹۔

۴۹۔ آپ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ہیں۔محدث،فقیہ،ادیب ہیں۔علوم الحدیث اور فن اسماء الرجال میں متعدد کتب تصنیف کیں۔۸۵۲ھ میں وفات پائی۔معجم المؤلفین، ج ۷، ص ۲۴۸۔کشف الظنون، ج ۲،ص ۱۲۷۵۔

۵۰۔ تھذیب التھذیب، ج ا،ص ۱۸۸۔

۵۱۔ آپ ابوبکر محمد بن بشار بن عثمان العبدی البصری ہیں۔ابن حجر نے ثقہ قرار دیا ہے۔شیوخ میں امیہ بن خالد، محمد بن جعفر اور سالم بن فرج جبکہ شاگردوں میں امام بخاری، مسلم اور ترمذی شامل ہیں۔تھذیب التھذیب، ج ۸،ص ۵۰،رقم ۸۷۔

۵۲۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن جعفر الھذلی ہیں۔ابن حجر نے ثقہ کہا ہے مگر روایات میں غفلت برتتے تھے۔شیوخ میں معمر، سفیان ثوری جبکہ شاگردوں میں امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔تھذیب التھذیب، ج ۸،ص ۷۰، رقم ۱۲۹۔

۵۳۔ تفسیر ابن جریر طبری، ج ۱۶،ص ۶۰۷

۵۴۔ آپ معمر بن المثنی التیمی ہیں۔بڑے عالم، محدث اور مفسر ہیں۔عربی زبان پر عبور رکھتے تھے۔۲۰۹ھ/۸۲۴ء میں وفات پائی۔الاعلام، ج ۱۶،ص ۱۸۹۔

۵۵۔ آپ ابومحمد عبدالصمد بن علی القرشی ہیں۔۱۸۵ھ/۸۰۱ء کو بصرہ میں وفات ہوئے۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۶۲۰۔شذرات الذھب، ج ا،ص ۳۰۷۔العبر ، ج ا،ص ۲۹۰۔

۵۶۔ تفسیر ابن جریر طبری، ج ۱۶،ص ۶۰۷

۵۷۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱۰،ص ۸۴

۵۸۔ آپ ابوعمرو عامر بن شراحیل الشعبی ہیں۔اپنے وقت کے بڑے علماء میں سے تھے۔آپ کا حلقہ درس بہت وسیع تھا۔۱۰۴ھ میں وفات پائی۔تھذیب التھذیب، ج ۵،ص ۶۵۔شذرات الذھب، ج ا،ص ۱۲۶۔

۵۹۔ آپ ابوالمنذر ہشام بن محمد بن السائب الکلبی الکوفی ہیں۔دارقطنی نے متروک اور ابن عساکر نے رافضی شیعہ کہا ہے۔تاریخ کبیر، ج ۸،ص ۶۱،رقم ۲۷۰۷۔لسان المیزان، ج ۶،ص ۱۴۸،رقم ۷۰۰۔

۶۰۔ آپ ابومعاویہ محمد بن خازم التیمی السعدی ہیں۔تبع تابعی ہیں۔ابن حجر نے ثقہ اور الذھبی نے حافظ کہا ہے تاہم مرجئہ سے تعلق تھا۔شیوخ میں خالد بن الیاس اور داود بن ابی ہند جبکہ شاگردوں میں احمد بن منیع اور

سعید بن منصور شامل ہیں۔ تھذیب التھذیب، ج ۸، ص ۹۹، رقم ۱۹۲۔

۶۱۔ آپ ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ہیں۔ اپنے زمانے کے بڑے عالم اور حافظ حدیث تھے۔ ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۹۰۔ تھذیب التھذیب، ج ۴، ص ۱۱۱۔

۶۲۔ آپ ابو خالد یزید بن ہارون بن ذاذان السلمی ہیں۔ حافظ اور ثقہ عابد وزاہد شخص تھے۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۳۱۷۔

۶۳۔ آپ ابو یوسف یعلی بن عبید بن ابی امیہ ہیں۔ حافظ، امام اور ثقہ ہیں۔ شیوخ میں یحیی بن سعید اور سفیان ثوری جبکہ شاگردوں میں محمود بن غیلان اور ہارون الحمال شامل ہیں۔ ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۴۷۶۔

۶۴۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری ہیں۔ امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے مشہور ہیں۔ صحیح احادیث کی پہلی تصنیف ''الجامع الصحیح'' آپ نے لکھی۔ ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۳۹۱۔ وفیات الاعیان، ج ۴، ص ۱۸۸۔

۶۵۔ آپ ابوسعید یحیٰی بن سعید بن فروخ القطان ہیں۔ حافظ اور بڑے محدث تھے۔ ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۱، ص ۱۶۔ شذرات الذھب، ج ۱، ص ۳۵۵۔

۶۶۔ آپ ابوسعید عبد الرحمٰن بن مہدی بن حسان العنبری البصری ہیں۔ حدیث اور جرح وتعدیل کے امام تھے۔ ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب، ج ۶، ص ۶۷۹۔

۶۷۔ آپ یزید بن زریع البصری ہیں۔ بصرہ کے بڑے علماء میں سے تھے۔ ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ الجرح والتعدیل، ج ۹، ص ۲۶۳۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۱، ص ۳۲۵۔

۶۸۔ آپ سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی ہیں۔ بڑے زاہد انسان تھے۔ ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰۰۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۵۴۔

۶۹۔ آپ ابومحمد سفیان بن عیینہ بن ابی عمران الھلالی الکوفی ہیں۔ صاحب تصنیف تھے۔ ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ الجرح والتعدیل، ج ۱، ص ۳۲۔ تھذیب التھذیب، ج ۴، ص ۱۱۷۔ شذرات الذھب، ج ۱، ص ۳۵۴۔

۷۰۔ آپ ابوحاتم محمد بن حبان التمیمی ہیں۔ بڑے محدث، مؤرخ اور مصنف ہیں۔ شیوخ میں نسائی، حسن بن

سفیان اور ابویعلیٰ جبکہ شاگردوں میں ابن مندہ اور الحاکم مشہور ہیں۔ ۳۵۴ھ/۹۶۵ء کو وفات ہوئے۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۱۱۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۶، ص ۲۷۶۔

۷۱۔ آپ علی بن ابی طالب القرشی الھاشمی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ چوتھے خلیفہ راشد ہیں ۴۰ھ/۶۶۰ء کو وفات ہوئے۔ الاصابۃ، ج ۲، ص ۵۰۷۔ االاعلام، ج ۴، ص ۲۹۵۔

۷۲۔ آپ ھمام بن نافع الحمیری الصنعانی ہیں۔ شیوخ میں وھب بن منبہ اور ہارون بن حسین جبکہ شاگردوں میں بیٹا عبدالرزاق مشہور ہے۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۰، ص ۴۵، رقم ۱۰۷۔

۷۳۔ آپ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم النیسابوری ہیں۔ مشہور مصنف ہیں۔ تصانیف میں المسند اور مستخرج شامل ہے۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲۷، ص ۴۷۵، رقم ۲۳۱۔

۷۴۔ آپ ابوبکر بن ابی خیثمہ ہیں۔ اصل نام احمد بن زھیر بن حرب ہے۔ امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں۔ لسان المیزان، ج ۷، ص ۹، رقم ۱۵۰۔

۷۵۔ آپ یحیی بن معین البغدادی ہیں۔ بڑے محدث ہیں۔ علم جرح وتعدیل کے ائمہ میں سے ہیں۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۱، ص ۲۸۰۔ وفیات الاعیان، ج ۶، ص ۱۳۹۔

۷۶۔ آپ ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی الدارقطنی ہیں۔ تصانیف میں السنن اور العلل مشہور ہیں۔ ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۹۹۱۔ وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۲۹۷۔

۷۷۔ آپ ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق الجوزجانی ہیں۔ ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں۔ جوزجان میں پیدا ہوئے پھر دمشق آئے اور وفات تک یہی ٹھہرے۔ تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۴۶۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۵۴۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۸۱۔

۷۸۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۵۵۶۔ ۵۵۹ وتذھیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۸، ص ۱۰۸۔

۷۹۔ آپ سعید الخدری ہیں۔ صحابی ہیں۔ ۷۴ھ میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب، ج ۳، ص ۴۷۹۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۴۔

۸۰۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۸۰

۸۱۔ آپ محمد بن حیان بن محمد بن یوسف الاندلسی ہیں۔ شیوخ میں علی عبدالرحمٰن بن محمد شامل ہیں۔ ۸۰۶ھ میں وفات پائی۔ شذرات الذھب، ج ۶۰، ص ۷۔

۸۲۔ آپ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی ہیں۔ثقہ راوی ہیں۔شیوخ میں حاکم اور ابوالحسن بن بشران جبکہ شاگردوں میں عبدالجبار بن محمد، عبدالمعنم القشیری اور عبداللہ بن محمد شامل ہیں۔ ۴۵۸ھ/۱۰۶۵ء کو وفات ہوئے۔المعین فی طبقات المحد ثین، ج۱،ص ۳۶ وذیل التقیید فی رواۃ السنن والاسانید، ج۲،ص ۳۰۰۔

۸۳۔ محمد بن یوسف الشہیر بابی حیان الاندلسی الغرناطی،تفسیر البحر المحیط ،دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۳ء، ج۶، ص ۳۵۲

۸۴۔ سورۃ النجم: ۱۔۴

۸۵۔ سورۃ یونس: ۱۵

۸۶۔ سورۃ الحاقۃ: ۴۴۔۴۶

۸۷۔ تفسیر البحر المحیط ، ج۶،ص ۳۵۲

۸۸۔ آپ القاضی عیاض بن موسی بن عیاض الیحصبی الاندلسی ہیں۔حدیث کے بڑے عالم تھے۔صاحب تصنیف ہیں۔تذکرۃ الحفاظ، ج۴،ص ۱۳۰۴۔النجوم الزاہرۃ، ج۵،ص ۲۸۵۔البدایہ والنھایہ، ج۱۲،ص ۲۲۵۔

۸۹۔ شرح الشفاء، ج۲،ص ۲۲۷۔

۹۰۔ آپ ابوالثناء شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی آلوسی ہیں۔ بڑے عالم، مجتہد اور مفسر ہیں۔تصانیف میں تفسیر روح المعانی اور غرائب الاغتراب مشہور ہیں۔الاعلام، ج۱۵،ص ۴۲۷۔

۹۱۔ آپ ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر الماتریدی ہیں۔ائمہ اصول میں سے ہیں۔مختلف فنون میں مہارت رکھتے تھے۔صاحب تصانیف ہیں۔۴۲۹ھ میں وفات پائی۔وفیات الاعیان، ج۱،ص ۲۹۸۔

۹۲۔ روح المعانی، ج۱۷،ص ۱۷۷۔

۹۳۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی ہیں۔فقیہ،مفسر اور لغت کے بڑے عالم ہیں۔ ۶۷۱ھ میں مصر میں وفات پائی۔الاعلام، ج۵،ص ۳۲۲۔

۹۴۔ تفسیر قرطبی، ج۱۴،ص ۴۲۴۔

۹۵۔ سورۃ النجم: ۳۔۴

۹۶۔ سورۃ النجم: ۲۳

مصادر و مراجع

۱۔ ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن کثیر، تفسیر ابن کثیر، موسسۃ قرطبۃ، قاھرہ ۲۰۰۰ء۔

۲۔ تفسیر الطبری، محمد بن جریر، تحقیق عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیہ ارالھجر، قاہرہ ۲۰۰۱ء۔

۳۔ امام حاکم محمد بن عبداللہ النیشاپوری، النکت علی کتاب ابن الصلاح، تحقیق، ربیع بن ھادی عمیر، المدینہ المنورہ ۱۹۸۴ء۔

۴۔ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی، کشف الاستار عن زوائد البزار، تحقیق، حبیب الرحمٰن الاعظمی، مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۹۷ء۔

۵۔ حافظ ابی بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار، البحر الزخار المعروف بمسند البزار، موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۹۸۸ء۔

۶۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، تحقیق عبدالقادر شیبۃ الحمد، الریاض ۲۰۰۱ء۔

۷۔ عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین تراجم مصنفي الکتب العربیہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء۔

۸۔ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ بیروت، ۲۰۰۰ء۔

۹۔ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تھذیب التھذیب، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۹۵ء۔

۱۰۔ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تذھیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر قاھرہ ۲۰۰۴ء۔

۱۱۔ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن لجوزی، کتاب الضعفاء والمتروکین، دارلکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء۔

۱۲۔ الذہبی، محمد بن احمد، المعین فی طبقات المحدثین، دار الفرقان، عمان، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۳۔ الذہبی، ذیل التقیید فی رواۃ السنن والاسانید، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۴۔ محمد بن یوسف الشہیر بابی حیان الاندلسی الغرناطی، تفسیر البحر المحیط، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۳ء۔

۱۵۔ ملاعلی قاری الھروی، شرح الشفاء، دارلکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۱ء۔

۱۶۔ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی البغدادی، روح المعانی فی تفسیر القرآن، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۷۔ القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۲۰۰۰ء۔